Registerd

L. 89

نورافشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۱) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہی - ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء جلد (۳۵)

گلدستۂ اخبار

مسٹر آر سانٹیکس صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے لالہ سندرداس میڈیکل پریکٹیشنر کو ان خدمات کے صلہ میں جو انہوں نے ایام طاعون میں کی ایک صد روپیہ کا انعام اور ایک سند عطا فرمائی ہے - **پنجاب گورمنٹ** کے دفاتر شملہ میں ۲۴ اکتوبر کو بند اور ۲۸ اکتوبر کو لاہور میں کھل جائینگے **سول اینڈ ملٹری** گزٹ لاہور کے اسسٹنٹ ایڈیٹر مسٹر لنگ اپنے خدمتگار لچھمن کو مارنے کے جرم میں زیر دفعہ ۳۲۴ تعزیرات ہند ماخوذ ہیں (آریہ پتر کا)، **ڈیرہ دون** کے لالہ لچھمی چند رائے نے ایک لاکھ روپیہ اس مقصد سے عطا کیا ہے کہ دہرہ دون میں ہندو بچون کا ایک یتیم خانہ قائم کیا جائے - **جمالپور** ضلع میمن سنگھ (احاطہ بنگال) میں ہیضہ کا زور ہے - **علیپور کے** مدرسہ اصلاح میں لڑکون کے درمیان از قسم جالدھر ایک عجیب مرض پھوٹا ہے جس سے فوراً اعضاء سوج جاتے ہیں اور کچھ کچھ فالج کے آثار بھی نظر آتے ہیں - سب سے پہلا واقعہ اس مرض کا ۲ ستمبر کو ہوا تھا مگر مہلک ثابت نہیں ہوا - شکر ہے -

ایک بنگالی اور ایک مدراسی نوجوانون نے انڈین سول سروس کے امتحان میں جو حال ہی میں لندن کے درمیان منعقد ہوا کامیابی حاصل کی - **کوچ بہار** کے مہاراجہ کو مار دکٹر حال ہی میں فن زراعت کی تعلیم پانے کے لئے امریکہ جانے والے ہیں - اُن کے ساتھ ان کا اتالیق مسٹر جے بی موز ملار بھی جائیگا - **قنصلون** کو اطلاع دی گئی ہے - ملائی ہا فد کی فوج کاسا ملنکا میں پہنچ رہی ہے تاکہ فرانس کے ساتھ صلح کرنے کا انتظام کرے **مسٹر دادابھائی** نوروجی اب بخار سے بالکل صحت یاب ہو گئے ہیں اور امید ہے کہ وہ جلد ہندوستان واپس آئینگے - **مقام اوراُنا** واقعہ الجریا میں فرانسیسی حکام دفع طاعون میں بڑی جدوجہد کر رہے ہیں - چوہے لگا تار مارے جاتے ہیں - **سر جان بل** لندن کے لارڈ میر منتخب ہوئے ہیں - **مسٹر تافت** نے ایک ملاقات کے وقت فرمایا کہ امریکہ اور جاپان ہمیشہ دوست رہیں گے انہوں نے یہہ بھی ظاہر کیا کہ جزائر فلپائن کی فرنگی کا ارادہ امریکہ کو ہرگز نہیں ہے - **ایک صاحب** مسٹر چلے شیفنر نے بڑے زور کے ساتھ غریب انگریزوں کو پان کھانے کی سفارش کی ہے - اس کا بیان ہے کہ علاوہ منہ اور لب سرخ ہونے کے بعض امراض کے لئے مفید ہے مثلاً پان کا عرق مقوی معدہ اور کاسر ریاح ہے جو لوگ گوشت نہیں کھاتے انکو چونے کے ذریعہ سے چونے کا نمک ملتا رہتا ہے چھالیہ کی وجہ سے چونکہ وہ لعاب آور ہے اس لئے تشنگی رفع ہوتی ہے - حلق تر رہتا ہے منہ میں بدبو ہونے نہیں پاتی **افسوس ہے** کہ موسم کی تبدیلی کے ساتھ ہی ساتھ پلیگ کا بھی دورہ شروع ہوتا جاتا ہے اور دن بدن اسمیں ترقی ہوتی جاتی ہے - نیز بمبئی کی پلیگ لیبورٹری میں یہہ بھی دریافت ہوا ہے کہ طاعون چوہوں کے اندر کثرت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے - جس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امسال طاعون کی زیادتی میں بہت جلد ترقی ہوگی ۔ **پیسہ اخبار** بحوالہ ایک فرانسیسی رسالہ کے لکھتا ہے کہ چینی مسلمان عورتیں تعلیم میں بڑی ترقی کر رہی ہیں - وہان اُن کے بہت سے مدارس اور مجالس ہیں - اور حیرت انگیز امر یہ ہے کہ وہ عام ملکی اور قومی معاملات میں دلچسپی لینے کے علاوہ جنگی فنون سیکھنے پر مائل ہوتی جاتی ہیں - **امریکہ کے ایک** ہیئت دان نے دریافت کیا ہے کہ زمین کے موجودہ چاند کے علاوہ ایک اور چاند ہی جس کے اوپر اسوجہ سے سورج کی روشنی زیادہ نہیں پڑتی کہ اُسکی سطح پر کاربن گاس نہایت ہی

ایڈیٹوریل نوٹس

گورنمنٹ ہند نے جو سرکلر لوکل گورنمنٹوں کے نام جاری کیا ہے اور جس کے ضمن میں ہندوستان کے نظم و نسق کے متعلق منظوری وزیر ہند اصلاحین درج کی گئی ہیں گو ہندی اخبارات کے اہل الرائے ان تجاویز کی نسبت عموماً مایوسی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے خیال میں عیسائیوں کے لئے غالباً مفید ثابت ہونگی۔ کیونکہ انتخابی اصول کے ضمن میں ایک یہہ جملہ مندرج ہے کہ گورنمنٹ اُس جماعت کی نیابت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیگی جو تعداد میں قلیل ہے۔ اب ہم یہہ خود جانتے ہیں کہ سکھوں اور عیسائیوں کی تعداد بمقابلہ دیگر ملت قلیل ہے لہذا گورنمنٹ کی منشا کے مطابق دونوں امپیریل اور صوبجات کی مشیر کونسلوں میں ایک آدھ سکھ اور عیسائی بھی ضرور شریک کیا جاویگا۔ جہانتک معلوم ہوتا ہے اصلاح کے متعلق دو امور پر خاص نکتہ چینی ہو رہی ہے ایک تو مشیرانہ کونسل پر بحث ہے۔ اور دوسری بحث توسیع کونسل وضع قوانین کی انتخاب نیابت کے متعلق ہے۔ گورنمنٹ ہند محض وکلا اور مدرسوں کی نیابت نہیں چاہتی بلکہ تعلقداران اور زمینداران کے انتخاب کے درپے ہیں۔ ہمارے خیال میں اگر زمیندار اور تعلقدار نمایان تعلیم یافتہ ہوں تو چنداں مضائقہ نہ ہوگا لیکن ضروری ہے کہ گورنمنٹ ہند توسیع تعلیم کا بھی بیڑا اٹھائے کیونکہ اگر زمینداران و تعلقداران جاہل کے جاہل رہے تو وہ قوم کے اہل الرائے ثابت نہیں ہوں گے بلکہ عوام میں یہہ خیال پیدا ہوگا کہ گورنمنٹ ہند کی منشا خاص یہہ ہے کہ زمینداروں اور تعلقداروں کو دوسرے فرقوں سے جدا کریں اور انکو آپس میں بھڑا دیں۔ مشیرانہ کونسل میں تعلقداران اور راجگان شامل کئے جاوینگے۔ اس کے بارہ میں یہہ اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہہ صرف ستیمبی کا کام دینگے اور عوام کے نائب ثابت نہیں ہوں گے۔ وہ ایک گروہ ایسا ہوگا جیسا انگلستان کا ہوس آف لارڈس۔ ہمارے خیال میں مہاراجہ گیکوار جیسے مشیر اس کونسل میں مفید ثابت ہونگے وضع قوانین کی کونسل کے متعلق یہہ شکایت کیجاتی ہے کہ نئی تجاویز میں تعلیم یافتہ لوگوں کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے بلکہ انکی جگہ محمدیوں اور تعلقداروں کو ترجیح دیگئی ہے۔ ہمکو امید واثق ہے کہ گورنمنٹ ہند اس امر کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرکے عوام کی پوری تسکین کردیگی۔ شاید بہتر ہوتا اگر گورنمنٹ انتخاب کے اصول کو اور زیادہ وسیع کرتی اور افیشل مجوریٹی کے عوض میں صرف وٹیو کا حق اپنے ہاتھ میں رکھتی لیکن تاہم جو رعایات منظور فرمائی گئی ہیں اُن کے لئے ہمکو تہ دل سے شکر گذار ہونا چاہئے۔ مباحثہ بجٹ کیواسطے کافی موقع دیا جانا تجویز ہوا ہے یہہ نہایت ہی قابل اطمینان تجویز نظر آتی ہے۔ اسمیں گورنمنٹ ہند کی بلند خیالی پائی جاتی ہے ؎

گناہ کی خباثت کے بارے میں جو بیان کتب مقدسہ میں پایا جاتا ہے وہ کسی اور دینی کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ بائبل کے رو سے گناہ کا خیال خدا کے خیال سے وابستہ ہے گناہ کے بارہ میں بھی خیال اسوقت ہوگا جب اسکو خدا کے بارہ میں بھی خیال پیدا ہوگا۔ اگر خدا کا انکار کیا جاوے تو گناہ کا بھی انکار لازمی ہوگا۔ خدا کے بغیر گناہ کا تصور صرف تصور برائی کے ہوگا یا کسی علت کے ہوگا یا کسی جرم کے ہوگا لیکن گناہ کا تصور نہیں ہوگا۔ گناہ کا علاقہ مابین شخص خالق اور شخص مخلوق کے ہوتا ہے۔ لہذا جیسا ہمارا علم خدا کی نسبت ہوگا ویسا ہی گناہ کے علم کا اثر ہمارے دلمیں پیدا ہوگا۔ جسقدر زیادہ ہم خدا کو جانینگے اسی قدر ہم گناہ کی حقیقت سے آشنائی حاصل کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بائبل میں گناہ کی نسبت نہایت ہی پرزور الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گناہ کی زبونی کس حد درجہ تک مہلک ہے۔ گناہ کی کم سے کم خباثت ظاہر کرنے کیلئے یہہ کہا جائیگا کہ یہہ ایک ایسی برائی ہے جو بذاتہ خود دنیا میں تمام دیگر اقسام کی برائیوں کو اپنے میں شامل کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گناہ کو زہر سے تشبیہ دیگئی ہے اور گنہگاروں کو سانپوں کے بچے بتایا گیا ہے وہ قبروں کی بدبو ہے گناہ ظلمت ہے۔ اندھاپن ہے۔ بے شرمی ہے ننگ ہے۔ حماقت ہے۔ خفقان اور موت ہے۔ جو چیز ہمیں ہے کوتاہی ایک سے دوسرے کو لگنے والی اور دکھ دہ ہے وہ گناہ ہے وہ اس قسم کی برائی ہے کہ اسکو کوئی اور زیادہ خراب کلام نہیں دیا جا سکتا بجز اس کے اپنے نام کے اسی لئے رسول جب وہ گناہ کی بے نہایت خباثت کا اظہار کرتا ہے تو اُس کا اپنا ہی نام دیتا ہے۔ کہ گناہ پرالود گناہ ہے۔ وہ گناہ ہے اور اس کا کوئی اور خراب نام بجز اس کے اپنے نام کے دیا نہیں جا سکتا۔ اور گناہ کرتا کیا ہے۔ جونہی وہ دنیا میں داخل ہوا اس نے ہمارے پہلے ماں باپ کو لعنت دی اور انمیں تمام نسلوں کو اور انکو آسمانی زندگی سے دھکا دیکر دکھ اور محنت اور غم اور موت کی زندگی میں داخل کر دیا۔ اس نے اپنی طاقت کو یوں ظاہر کیا کہ قائن کو خونی بنا دیا۔ صدوم اور عمورہ میں اسنے ایسی شیطنت کی صورتیں اختیار کیں کہ انپر اور میدان کے تمام شہروں پر خدا کو آگ اور گندھک کی بارش برسانی پڑی تاکہ انکا نام تک ہستی سے مٹا دے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ بدستور اُسی طرح سے گناہ کا تسلط رہا۔ آخر الامر ابن خدا کو اپنا آسمانی تخت چھوڑنا پڑا تاکہ دنیا میں آکر صلیبی موت سے اور تاکہ گنہگار نجات حاصل کریں ؎

۴



سیالکوٹ کنونشن

گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں جن میں سیالکوٹ کنونشن کے متعلق چند ایک ابتدائی باتیں ناظرین کے سامنے پیش کی تھیں۔ مگر اس دفعہ اس کنونشن کے متعلق کئی ایک خاص باتوں کا ذکر کرونگا جو میں نے بچشم خود دیکھیں یا سنہ ۱۹۰۵ء و سنہ ۱۹۰۶ء کی کنونشن کے حاضرین سے بگوش خود سنیں۔

۱۔ سب سے پہلی بات جو قابل ذکر ہے وہ یہہ ہے کہ کہتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۶ء کی کنونشن کی بہ نسبت ابکی کنونشن میں بہت کم لوگ حاضر تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ گذشتہ کنونشن میں قریباً چودہ سو آدمی کے حاضر تھے مگر ابکی جیسے توقع تھی ویسی امید بر نہ آئی بلکہ گذشتہ کنونشن سے بھی کم لوگ آئے تھے یعنی قریباً بارہ سو آدمی۔

۲۔ اس کنونشن میں لوگ بہت کم دلچسپی لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابتدائی دنوں میں تو سامعین کی حاضری بہت اچھی تھی مگر رفتہ رفتہ لوگ عبادت میں کم آنے لگے۔ اور اپنے ڈیرو پر اکثر بیٹھے گپ شپ ہانکا کرتے تھے یا اپنے کاموں میں لگے رہا کرتے۔ ان ہر دو باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابکی کنونشن میں دلچسپی بہت کم تھی۔ لوگ کنونشن کو صرف ایک پریچنگ تصور کرتے تھے اور اُس کو خاص نظر سے نہ دیکھتے تھے مگر ان جو دلچسپی رکھتے تھے وہ اکثر عبادت میں حاضر ہوتے رہے اور نہ صرف عبادتوں ہی میں بلکہ خلوتی دعا میں اکثر جایا کرتے تھے۔ وہ ضرور کچھ نہ کچھ روحانی فیوض پا گئے۔

۳۔ تیسری خاص بات یہہ ہے کہ گذشتہ کنونشن میں میٹنگوں کی وہ درجہ وار تقسیم نہ تھی جو ابکی تھی چنانچہ بائبل کے مطالعہ کے لئے زنانہ اور مردانہ میٹنگ علیحدہ علیحدہ پاسٹروں کی میٹنگ۔ بچوں کی تعلیم کی میٹنگ اُن لوگوں کی میٹنگ جو اردو یا انگریزی نہ سمجھ سکتے تھے مگر صرف پنجابی ہی سمجھتے تھے۔ وغیرہ یہہ سب میٹنگیں علیحدہ علیحدہ ہوا کرتی تھیں جن سے اکثر لوگوں نے فیض اٹھایا۔

۴۔ ابکی کنونشن میں گذشتہ کی مثل گناہوں کا اقرار نہیں ہوا۔ لوگ اس علم سے بخوبی آگاہ تھے کہ جس کا گناہ کیا جاوے اسی کے اور خدا کے سامنے اقرار کرنا چاہئیے نہ کہ عوام میں جماعت کے درمیان۔ کیونکہ جماعت کو اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کا اقرار ضروری ہے بلکہ بالکل فضول اور بے فائدہ ہے۔ ہاں البتہ اکثر کمزوریوں کا اقرار کیا گیا مگر نہایت شائستہ اور مہذب طریق پر اور اسی لئے اکثر ناجائز جوشیلوں کا خیال تھا کہ ابکی کنونشن میں وہ رونق اور جوش نہ تھا جو گذشتہ کنونشن میں تھا۔

۵۔ ایک بات خصوصیت کے ساتھ نظر آئی وہ یہہ تھی کلکتہ کے میتھوڈسٹ بشپ صاحب بھی تشریف لائے تھے ان کے روبرو۔ بہت سے لوگوں نے پلیٹ فارم کے پاس آکر اور گھٹنے ٹیک اور رو رو کر اپنی کمزوریوں اور نالائقیوں کا اقرار کیا۔ ہر ایک اقرار کرنے والے کے ساتھ دعا اور سفارش کے لئے ایک ایک مددگار تھا۔ مستورات نے بشپ صاحب کے کان میں کچھ اقرار کئے۔ نہ معلوم وہ کیا تھے۔ اکثر پلیٹ فارم پر سے مشنری صاحبان کی آوازیں یہہ کہتی سنائی دیتی تھیں کہ "مسیح نے یہہ کہکر دم چھوڑا اور کہا کہ روح القدس لو" نہ معلوم اس سے کیا مطلب اسوقت مقصود تھا۔ شاید رومن کیتھولکوں کی طرح وہ روح القدس دیتے تھے۔ یہہ کل طریقہ پریسبٹیرین کلیسیا کا بالکل نہیں۔

۶۔ ابکی کنونشن میں پولیس اور ڈاکخانہ کا بھی انتظام تھا یہہ بڑی عمدہ بات تھی مگر پولیس کے وہاں آنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ وہ وہاں بے فائدہ ڈیرہ جمائے بیٹھی تھی شاید پولیس بھی مشنری صاحبان کے انتظام سے وہاں آئی تھی۔ لیکن جہاں تک عقل سلیم اور قیاس مقتضی ہے پولیس کی عدم ضرورت ہی محسوس ہوتی تھی ایسی روحانی اور مبارک جلسہ میں جہاں محض خدا کے کلام کی تلاوت اور دعا اور حمد و ثنا ہوتی ہو اور لوگوں کے دل اور دیدہ صرف اُس خداوند مالک اور حافظ پر ہی لگے ہوئے ہوں وہاں پولیس کا پہرہ محض فضول اور خدا پر بھروسہ نہ رکھنے کی دلیل ہے۔ اکثر لوگوں کی چیزیں گری ہوئی لوگوں کو ملیں۔ اور لوگوں نے وہ چیزیں بلا کسی قسم کی بیرونی تحریک کے اپنی اندرونی روحانی تحریک اور الہٰی خوف سے چیرمن صاحب کی میز پر رکھ دیا کرتے تھے جنکا چیرمن صاحب کی جانب سے اعلان بھی ہو جایا کرتا تھا۔ رات کو بڑے آرام اور بے خوفی سے لوگ سو رہتے تھے۔ امید ہے کہ آئندہ پولیس کے انتظام کی ضرورت نہ ہوگی۔

۷۔ ایک بات اور قابل ذکر ہے کہ ابکی کنونشن میں دعا کے ذریعہ بیماروں کو چنگا کیا گیا۔ مسٹر وارث الدین نے ایک رات کو درس میں اپنے مکاشفوں کا ذکر کیا اور یہہ بھی بیان کیا کہ میں نے یسوع کے محض دعا کے ذریعہ سے بیماروں کو چنگا کیا کرتا ہوں اسکی کئی مثالیں دیں۔ اور کہا کہ اب بھی میں تیار ہوں کہ جو بیمار آدمی انکو دعا کے ذریعہ سے اچھا کروں چنانچہ ۲۰-۲۵ مرد و عورتوں کی قطار کھڑی ہوگئی۔ جو مختلف بیماریوں میں گرفتار تھے۔ انہوں نے زبان سے نہیں بتایا کہ ہم کس کس بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ وارث الدین صاحب نے رو رو کے دعا کی۔ اور مریضوں کو روانہ کر دیا۔ جب تک میں وہاں رہا یعنی ۳۰ تاریخ کی شام تک میں نے اس بات کا دریافت کرنے پر بھی کچھ سراغ نہ پایا۔ ہاں البتہ وارث الدین صاحب سے جب میں نے دریافت کیا تو انہوں نے چودہ پندرہ آدمیوں کے نام لکھے ہوئے دکھائے جنکی بابت انہوں نے تحریری ریمارکس دکھائے اور زبانی بھی بیان کیا کہ فلاں فلاں شخص فلاں فلاں بیماری میں گرفتار تھا اور ان میں سے بعض نے زبان خود بتایا اور بعض کی بابت دیگر صاحبان نے بتایا کہ بعض تو اسی وقت اور بعض دوسرے یا تیسرے دن شفایاب ہوئے بہرحال میں نے مریضوں میں سے کسی کی زبانی کچھ نہیں سنا۔ ان مریضوں میں میرا ایک بھانجہ بھی تھا جسکو اسی روز بخار آیا تھا اور اس قطار میں کھڑے ہونے کے وقت اُس کا بخار زیادہ اتر گیا ہوا تھا۔ دوسرے روز

اُس کو پھر بخار چڑھ گیا تھا۔ اور وہ ہسپتال سے کوہین لایا تھا۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی دعا کا اثر شاید کچھ نہیں ہوا۔ امید ہے۔ اُن مریضوں میں سے کوئی نہ کوئی اپنا اپنا پورا پورا احوال تحریر کرینگے تاکہ حقیقت معلوم ہو جاوے اور یہہ بھی امید ہے کہ وہ اپنا صحیح حال تحریر کرینگے۔

ایک بات جو اس کل عمل میں پائی جاتی تھی وہ یہہ تھی کہ اُس سے وارث الدین صاحب کی خود نمائی نظر آتی تھی۔ وہ اس معاملہ کو اگر سچ ہو اشعبدہ بازی کے طور پر ظاہر کرتے تھے۔ ایسے اشتہار وغیرہ کی کیا ضرورت تھی؟ ایک مجلس میں بلا بلائے ایسے کام کی کیا وجہ تھی؟ مسیح اور اس کے رسولوں نے معجزات کئے مگر ایسی شہرت طلبی اور اعلان سے ہمیشہ احتراز ہی کیا ہے۔

۸۔ انکی کونوشن میں تین چار اصطباغ بھی ہوئے یہہ اصطباغ پانے والے لوگ مختلف جگہوں سے وہان آئے تھے۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔ اور انکی استقامت اور ترقی کے لئے دل سے دست بدعا ہیں۔ اور خدا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ انکو مخالفتوں اور آزمایشوں میں صبر اور برداشت کرنے کی توفیق عنایت کرے۔

۹۔ عبادت میں اور اسکاچ مشن کے گرجا گھر میں جو خاص دعائیں ہوا کرتی تھیں اُن سب میں بڑی سنجیدگی اور خدا کی روح کام کرتی ہوئی نظر آتی تھی۔ وعظین اور درس دلکش اور نصیحت آمیز اور بیٹگوں کا اثر سامعین پر بڑا بھاری نظر آتا تھا۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

جنوبی ہند میں پرسبیٹرین اور کانگریگیشنل

کلیساؤں کے اتحاد کی تجویز در پیش ہے۔ اتحاد کی شرح شایع ہو چکی ہے۔ عقاید نامہ نہایت ہی مختصر ہے اور بیان تعلیم میں پوری طرح سے حاوی کل اور جامع ہے۔

اتحاد کی شرح

(۱) نام۔ جنوبی ہند کی متحدہ کلیسیا۔

(۲) مقصد۔ مذکورہ صدر کلیساؤں کو اتحادی رشتہ میں قایم کر کے ایک جماعت بنانا تاکہ ایک خود اپنے کو سنبھالنے والی اور اپنا انتظام خود کرنے والی اور اپنے کو خود پھیلانے والی کلیسیا بنے اور ایک ہو کر مسیح کی زندہ شہادت دیوے اور لائق طور پر دنیا کے سامنے مسیحی معیار اور اندازہ کو پیش کرے۔

مفصلہ ذیل عقاید نامہ ہوگا۔ (۱) مخفی نہ رہے کہ عقیدہ چونکہ انسانی ساخت ہے اس لئے یہہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی شخص اُس کو منظور کرتے وقت اُس کے سارے الفاظ کو منظور کرے لیکن اس کو اس طور پر منظور کرے کہ اتحاد کی بنیاد وہی رہے اور کہ اُس عقیدہ میں مفصلاً وہ سب ایمانی اصول موجود ہیں جن پر اِن سب کلیساؤں کا اتفاق ہے جو اتحاد میں شامل ہوتی ہیں۔

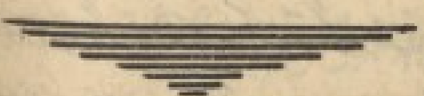
(۱) ہمارا اعتقاد ہے ایک واحد خدا پر جو شخصی روح ہے جو خالق و مالک اور پروردگار ہے اور محبت اور دانائی اور قدرت اور قدسیت اور عدل اور نیکی اور سچائی میں غیر متناہی ہے۔ ہم پاک تثلیث کے راز کو باور کرتے ہیں۔

(۲) ہمارا یقین ہے کہ خدا جو خالقیت اور ربوبیت میں اپنے کو ظاہر کرتا ہے اور خاصکر انسانی روح میں اپنا جلوہ ظاہر کرتا ہے اُس نے اپنے ارادہ کو ہماری نجات کیلئے مختلف طور پر اور تدریج بہنایت ظاہر کیا ہے اور کہ اس الہام کا مجموعہ جہانتک ہماری نجات کے لئے ضروری ہے پرانے اور نئے عہد نامہ میں مندرج ہے۔ اس لئے انکا دینی مطالعہ کرنا فرض اتم ہے۔ اور ہم تعظیماً یہہ تسلیم کرتے ہیں کہ روح قدس جو کتب مقدسہ میں ہم کلام ہوتا ہے وہ ہمارے ایمان اور دین کے معاملات میں مستند اور معتبر استاد ہے۔

(۳) ہمارا یقین ہے کہ کل آدم زاد خدا کی صورت و شکل پر بنائے گئے ہیں اور اس لئے ہمارے بھائی ہیں ہم یہہ مانتے ہیں کہ کل نے گناہ کیا ہے اور خدا کے جلال میں پورے نہیں اترے ہیں بلکہ مختلف طریقوں سے خدا کی پاک شریعت کی عدول حکمی کی ہے اور اس تباہ حالت سے کوئی بھی اپنے آپ کو رہا نہیں کر سکتا ہے۔

(۴) ہم یقین کرتے ہیں کہ انسان کو اس کے جرم گناہ کے تسلط سے بچانے کے لئے خدا نے باپ نے اپنی بے انتہا محبت کی وجہ سے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا۔ وہی فقط کامل خدا کا لوتا ہے اور اُسی کی طفیل انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور کہ خداوند مسیح نے نفس کے کلام کی بدولت اور صلیبی موت تک پوری فرمانبرداری کی بدولت خدا کو ظاہر کیا اور اپنی زندگی اور موت اور جی اٹھنے سے ایک ایسا راہ نجات کا قایم کیا ہے کہ انسان اپنے گناہوں کی معافی اور ہمیشہ کی زندگی کی نعمت حاصل کرے۔ کہ روح قدس خداوند زندگی کا عنایت کرنے والا ہمکو نجات میں شریک کرتا ہے وہ ہمارے دماغوں کو منور کرتا ہے اور ہمکو گناہوں سے قایل کرتا ہے اور مسیح کے قبول کرنے میں ہمکو ترغیب و تحریص دیتا ہے اور راستبازی کے ثمرے ہمارے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔

(۵) ہمکو یقین ہے کہ مسیح خداوند نے ایک کلیسیا قایم کی ہے جو خدا کی بادشاہت کو ظاہر کرے۔ جس کلیسیا میں وہ کل جو اسکی پیروی کرتے ہیں اُس کے شرکا ہیں اور کہ اُس نے کلیسیا کو یہہ کام سپرد کیا ہے کہ وہ اس کے نام سے انجیلی بشارت تمام دنیا میں پھیلاویں۔ ہمارا یہہ بھی یقین ہے کہ اُس نے خادمان دین اور بپتسمہ اور عشاء کی رسمیں کو مقرر کیا ہمارا یقین ہے کہ مردوں کی قیامت ہوگی اور انصاف ہوگا اور تمام لوگ جیسا انہوں نے اپنی موجودہ زندگی میں برا یا اچھا کیا ہو اس کے مطابق خداوند مسیح سے اجر پاوینگے۔





مراسلات

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم

کیا آپ مندرجہ ذیل کے حیرت انگیز بیان کو اپنے اخبار نور افشان میں جگہ عنایت کرکے مسیحیوں کو اپنی دعاؤں میں ایک تکلیف زدہ مسیحی بھائی کو یاد کرانے اور غیر قوموں پر انجیل مقدس کی تعلیم کے ماننے والے ایک مسیحی کے دلیرانہ اور نیک نمونہ کو اُن کے دلوں پر نقش ہونے کے لئے بندہ کو ممنون فرماوینگے؟

شاباش اے قاضی عبد الکریم تیری محبت بیشک سچی ہے

آفرین۔ آفرین۔ یہہ صدا ہر خاص وعام کے لبوں سے کیسی آرہی ہے۔ کیا آپ لوگوں کو نہیں معلوم؟ کہ اس کا سبب کیا ہے۔ اے ناظرین نور افشان غور سے پڑھئے تو خود ہی سمجھ جائینگے۔ کہ قاضی عبد الکریم کون ہے؟ اور اُسکی بھی محبت کیسی ہے۔ اور ہر مذہب کے اشخاص آفرین اور شاباش کیوں کہہ رہے ہیں؟

یہہ صاحب بنام عبد الکریم کوئیٹہ بلوچستان کے رہنیوالے ہیں۔ خاص افغانوں کی نسل میں سے ہیں۔ اُن کے والد صاحب شہر کوئیٹہ میں قوم محمدی کے کسی زمانہ میں سب سے اعلیٰ درجہ کے قاضی تھے مگر مدتیں گذر گئیں کہ انکا انتقال ہوگیا ہے اور چونکہ عبد الکریم صاحب کے والد قاضی تھے۔ لہذا یہہ بھی قاضی عبد الکریم کے نام سے ہر خاص وعام میں موسوم تھے۔ قاضی عبد الکریم ڈاکٹر سٹن صاحب کے وقت میں جبکہ وہ مشن ہسپتال کوئیٹہ کے انچارج تھے بعد مطالعہ بائبل اور انجیل شریف کے مسیحی دین میں شامل ہوئے اور اپنے باپ دادوں کے محمدی مذہب کو جس میں کہ انکی روح کے بچنے کی کوئی تدبیر انکو نظر نہ آئی بے ڈر اور دلیر ہوکر ترک کر بیٹھے اور مسیح مصلوب کی خدمت کرنے کے لئے مستعد ہوگئے اور مدتوں تک ایسی خدمتیں سرگرم رہے اور گردونواح کے دیہاتوں اور کوئیٹہ کے محمدیوں کے ساتھ بحث مباحثہ بھی وقتاً فوقتاً کرتے رہے اور اپنے پرانے محمدی بھائیوں کے منہ انکی قرآن شریف ہی سے بند کرتے رہے اور انجیل شریف کی بشارت خوب سرگرمی سے دیتے رہے یہانتک کہ کئی موقعوں پر اپنی جان بھی خطرے میں انہوں نے ڈالدی مگر چونکہ انہوں نے کچھ روز اور بھی اس دنیا کا سفر دیکھنا تھا عموماً بچ ہی نکلا کرتے تھے اور اُن کے پرانے افغان محمدی بھائی تو انکی جان کے خواہاں تھے ہی مگر اُن کو کوئی اچھا موقعہ نہیں ملتا تھا سو وہ بھی مجبور تھے اور آخر دل کو یہی کہہ کر تسلی دیتے تھے کہ ”قاضی افسوس تو کرشان ہوگیا“ خیر حتی الوسع قاضی عبد الکریم جبتک کہ اپنی ہوش وحواس میں رہا اپنے محمدی بھائیوں کے قابو نہ ہی چڑھا مگر چونکہ چند برسوں سے قاضی صاحب کچھ نیم سودائی اور وہمی سے ہوگئے ہوئے تھے کہ کسی جگہ ٹک کر رہنا پسند نہیں کرتے تھے اور جسطرف کی سیر کی امنگ اُن کے کمزور دماغ میں اٹھتی تھی اُسی طرف ہی نکل جاتے تھے خواہ رات ہو یا دن بادل ہو یا بارش یعنی اپنی تندرستی اور زندگی بحال رکھنے کے طریقوں کی متعلق ذرا بھی پرواہ نہ تھی اور نہ ہی وہ کسی کی صلاح لیتے تھے۔ جیسا کہ گذشتہ چند مہینوں میں انہوں نے کرہی دکھایا کہ کبھی تو کوئیٹہ۔ اور کبھی مستونگ شہر کبھی ڈہاڈر شہر اور ایکدفعہ کراچی کی سیر ہی کو چل نکلے حالانکہ انکا کوئی بھی مقصد نہ تھا اور اُن کے مہربان پادری اے۔ ڈی۔ ڈکسی صاحب انکو ادھر اودھر سے پکڑ پکڑ کر واپس لایا کرتے تھے اور انکو اپنے کمپاونڈ میں حفاظت سے رکھنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے تاکہ اُس کی جانکو ضرر نہ پہنچے۔ خیر پورا پاگل کہنا تو بجا نہیں کیونکہ نہ تو یہہ کسی کو بے سبب کچھ برا ہی کہتے تھے اور نہ ہی کسی کو بے قصور ڈنڈے یا پتھر ہی مارتے تھے فقط انکا پاگلپن یہی تھا کہ ادھرادھر بلا کام بھاگ جاتے تھے اور چونکہ ان کے دماغ میں ملکوں کے سیر کرنے کی دھن سماگئی ہوئی تھی اور بچارا قاضی بھی قدرتی طور سے اپنے کمزور دماغ کا غلام بن چکا تھا آخر ایک روز موقعہ ڈھونڈ کر افغانستان جیسے وحشی ملک کی سیر پر رفوچکر ہوگئے اور یہہ خبر تو تب ہی ملی جب آپ حضور اپنے پرانے افغانی محمدی بھائیوں کے شکنجہ خونخوار میں پھنس چکے تھے۔ اور خاصکر غیر حکومت میں اور ایسے بنی آدم میں جنکا کہ جرم بیجا میں سب جگہ مشہور ہے سوان صفتوں پر غور کرنے سے تو مایوسی ہی نظر پڑتی تھی مگر تاہم ہمارے مہربان یورپین مشنری صاحبان اور دیگر یورپین حکام سلطنت انگلیشیہ اپنے ملکی اور مذہبی قانونوں کو مدنظر رکھکر اس معاملہ کی تحقیق کرکے قاضی عبد الکریم بے قصور کو واپس لانے کی بہت کوشش کی اور چونکہ یہہ معاملہ آج کا تو نہیں بلکہ ڈیڑھ ماہ سے زیادہ گذر چکا ہے اور جتنی خبریں کہ ابھی تک افغانستان سے آچکی ہیں سب یہی ثابت کررہی ہیں کہ جو انتظام اور بدسلوکیاں قاضی کے ساتھ کی جارہی ہیں انکا نتیجہ سفر ملک عدم ہی کو پہنچانا ہے نہ کہ قاضی کو کوئیٹہ میں واپس کرنا۔ اور وہ خبریں جنکو کسی صورت میں باطل تصور کیا ہی نہیں جاسکتا میں حسب ذیل درج کرتا ہوں اور جن کے بارے میں کہ ابھی کچھ شبہ ہے میرے دل کی تحقیق پر ہی قلمبند ہیں بعد سچا اور پختہ ثابت ہونے کے میں ناظرین کی خدمتیں پیش کرونگا یا کوئی اور مسیحی بھائی ضرور ہے کہ پیش کریگا؟

وہ خبریں یہہ ہیں

رخفیہ پولیس کے سپاہی کا بیان) میں نے قاضی عبد الکریم

کوریل گاڑی میں سوار ہوئے اور ایک افغان کو بھی اُس کے ہمراہ بیٹھے دیکھا اور اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ وہ افغان قاضی کا دوست تھا اور وہ کسی ارادہ سے قاضی کو قندہار لیجانا چاہتا تھا اور قاضی بھی کہتا کہ میں افغانستان کو جاؤنگا سپاہی نے جو کہ خفیہ بھیس میں تھا کہا کہ قاضی تو جو اودھر جاتا ہے وہاں ضرور دھوکا کھائیگا اور مارا جائیگا سو بہتر ہے کہ یہ لال کمبل جو تیرے پاس ہے مجھے دے جا کیونکہ اودھر تو تیرے مرنیکے بعد تیرے قاتلوں ہی کے کام آئیگا یہہ سپاہی نے دل لگی سے کہا تھا، قاضی نے جواب دیا کہ افغانستانی پاگل تو نہیں ہیں کہ بے تقصیر مجھکو مار ڈالینگے خیر جب چمن میں پہنچے (چمن یہہ ایک چھوٹی سی جگہ ہے اور ریلوے اسٹیشن بھی ہے اور انگریزی پلٹن بھی کسی قدر اسجگہ رہتی ہے کیونکہ شاہ کابل کی حد اسجگہ سے تقریباً چھ میل فاصلہ پر ہے اور یہہ جگہ سرکار انگریزی کی ہے) تو رات اسی جگہ ایک مکان میں قاضی نے گذاری جسکو کہ قاضی کے دوست نے اُس کے لئے سوچ رکھا تھا اور اس گھر میں پسو اور کھٹمل ایسے شدت سے تھے کہ قاضی صبح اپنا بدن دکھاتا پھرتا تھا کہ رات مجھے ان کھٹملوں اور پسوؤں نے کاٹ کاٹ کر اسقدر مجھے سجا دیا ہے کہ میں دوگنا موٹا معلوم ہوتا ہوں فقط اتنا بیان تو سپاہی کا ہے۔ آگے دیکھئے کہ کیا ہوتا ہے؛

سید عابد شاہ صاحب کا بیان جو کہ خاص افغان نسل سے ہیں اور دین محمدی میں اعلےٰ رتبہ رکھتے ہیں۔ یہہ مندرجہ ذیل بیان مہربان شاہ صاحب نے مجھ بندہ سے ہمکلام ہو کر کہہ کہ جناب ڈاکٹر صاحب مجھے آپ کے ساتھ کچھ ضروری کام ہے اگر آپ مہربانی سے ذرا لوگوں سے الگ ہو ویں تو میں ذکر کرونگا (میں مختصر کر کے لکھتا ہوں) وہ بیان یہہ ہے۔ جو کہ شاہ صاحب نے مجھ سے کہا کہ مجھکو قندہار جانے کا اتفاق ہوا کیونکہ وہاں میرے چند دوست رہتے ہیں سو وہاں میں نے عجیب کیفیت دیکھی کہ۔

۔۔ آپ لوگوں کا قاضی عبدالکریم وہاں کے قید خانہ میں گرفتار کر کے لایا گیا ہے اور سخت قید میں رکھا گیا ہے اور جو حال کہ میں نے اپنے دوستوں سے قندہار میں سنا اُسپر میں بڑا حیران ہوا کہ وہ کہتے ہیں کہ قاضی عبدالکریم جس وقت کہ افغانیہ حکام کے سامنے پیش کیا گیا تو ہم اُس وقت وہاں حاضر تھے کہ دیکھیں کیا سوال و جواب ہوتے ہیں؛

(حاکم کا سوال عبدالکریم سے) تمہارا کیا نام ہے؟

(قاضی عبدالکریم کا جواب) بندہ نواز میرا نام عبدالکریم ہے؛

(حاکم کا سوال) تو کون ہے؟

(عبدالکریم کا جواب) جناب عالی میں کوئی جاسوس تو نہیں ہوں۔ مگر میں یہہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ باوجود اس نام کے کہ میں عبدالکریم کے نام سے موسوم ہوں میں محمدی نہیں ہوں بلکہ مدتیں گذر گئیں کہ میں نصرانے قوم کا ہوں یعنی عیسائی ہوں؛

(حاکم کا سوال) تو پھر اس ملک میں کیوں بغیر اجازت آگیا ہے؟

(عبدالکریم کا جواب) حضور میری ایک بہن اس ملک میں ہے اور میں نے سنا ہے کہ اُس کا شوہر کچھ عرصہ سے انتقال کر گیا ہے اور اب وہ تکلیف میں ہے سو میں یہہ خبر سنکر اُس کو لینے آیا ہوں تا کہ اپنے ہمراہ کوئٹہ لے جاؤں کیونکہ وہ میری حقیقی بہن ہے؛

(حاکم کا سوال) نالائق تو اجازت لے کر کیوں نہیں آیا؟

(عبدالکریم کا جواب) جناب لعلے۔ میں تو خود ہی افغان ہوں اور پشتو۔ فارسی بخوبی جانتا ہوں اور یہہ میری مادری زبانیں ہیں اور یہہ ملک بھی میرے بھائی بندوں یعنی افغانوں کا ہے۔ سو میں سمجھتا تھا کہ مجھے کوئی وقت راہ میں پیش نہیں آئیگی اسی سبب سے میں نے کسی قسم کی اطلاع نہیں دی اگر میں ہندوستانی یا پنجابی ہوتا یا فرنگی ہوتا تو ضرور اطلاع دیتا تا کہ مجھکو راہ میں کوئی خطرہ پیش نہ آتا۔ اور علاوہ اس کے بہت سے ہزارہ اور افغان جو پہلے اس ملک سے باغی ہو کر انگریزی عملداری میں پناہ گزین ہو گئے ہوئے تھے وہ بھی اب تو یہاں واپس آگئے ہیں کیونکہ بادشاہ سلامت نے آنے کی اجازت دیدی ہے سو جس حال کہ باغی اور فراری بھی اب یہاں آکر بسنے لگ گئے ہیں تو میں تو کوئی خونی یا فراری بھی نہیں ہوں سو میں اجازت لیتا تو کس بات کی لیتا؛

(حاکم کا سوال) کیا تو سچ مچ کرسٹان ہے؟

(عبدالکریم کا جواب) ہاں صاحب میں فی الحقیقت کرسٹان ہی ہوں اور جس حال کہ میں نے پیشتر بھی آپکو کہا تو کیا میں جھوٹ بولتا ہوں؟ اگر آپ کو اس بات کا یقین نہیں تو دیکھئے میرے پاس یہہ ایک روپیہ بھی ہے اور اسپر ہمارے انگریز بادشاہ کی صورت ہے جسکا بھی مذہب کرسٹان ہے اور جس مسیح عیسےٰ کا ماننے والا یہہ بادشاہ ہے اُسی کا ماننے والا میں بھی ہوں؛

(حاکم کا سوال)۔ کیا تو اس کرسٹانی مذہب کو ترک کر کے دین اسلام اپنے پہلے والے مذہب کو قبول کریگا؟

(عبدالکریم کا جواب) جناب ہرگز نہیں۔ اگر دین اسلام ہے تو یہی کرسٹانی مذہب ہے اس کے سوا کوئی دوسرا مذہب سچی راہ دکھلانے والا نہیں۔ میں اپنے مسیح عیسےٰ کے دین سے ہرگز انکار نہ کرونگا خواہ مجھکو کوئی ٹکڑے ٹکڑے بھی کیوں نہ کر دے؛

(حاکم کی صلاح) دیکھو عبدالکریم ابھی بھی وقت ہے مان جاؤ کلمہ پڑھو ورنہ پچھتاؤ گے؛

(عبدالکریم کا جواب) میرا کلمہ کلمۃ مسیح عیسےٰ ہے میرا شافی یہی ہے۔ دوسرا کلمہ اور کوئی نہیں جو روح کو برکت

سے بچادے ۔

(سید صاحب کا تعجب) جناب ڈاکٹر صاحب آفرین ہے قاضی کی دلیری پر اور اس دلیرانہ اقرار مسیح پر آفرین صد آفرین ۔

(مجھ بندہ کی گفتگو) کہ ہاں سید صاحب جس کے دل میں مسیحی تعلیم جڑ پکڑ جائے تو پھر اس کا انکار کرنا اپنے شافی اور نجات دہندہ مسیح سے ناممکن الامکان ہے (ذرا سے وقفہ بعد)

تو سید صاحب پھر بعد کو قاضی کو جان سے ختم ہی تو نہیں کر دیا گیا۔ شاید آپ بتانے سے ڈرتے ہوں؟

(سید صاحب) کہ نہیں جناب ایسا ہو سکتا ہے بھلا میں آپ جیسے دلی دوستوں سے کچھ پردہ کرونگا خیر ابھی تک تو سخت قید میں ننگی تلواروں اور بندوقوں کے پہرہ میں حفاظت سے ہیں مگر آیندہ نہ معلوم کہ کیا ہوا ہو ۔

اسی اثنائے گفتگو ہی میں تھے کہ ریل گاڑی اسٹیشن پر آگئی اور سید صاحب نے کوئیٹہ کو جانا تھا سو ہم نے ان سے الوداع کیا۔ اور گھر آکر رنج والم میں بیٹھ رہا۔ اس کے بعد جو جو خبریں کہ افغانستان سے آئی ہیں وہ سب کی دلایل اور ثبوت کرتی ہیں کہ قاضی اپنے اقرار پر ویسا ہی قایم ہے اور افغانی حکام کی ناشایستہ اور ناجایز اذیتیں اور بے رحمیاں غریب قاضی پر ہو چکی ہیں مگر باوجود سب بے رحمیوں کے بھی وہ اپنے مسیح مصلوب کو نہیں چھوڑتا۔ آفرین صد آفرین اے بہادر قاضی عبدالکریم تیری اپنے سچے دوست مسیح مصلوب کے ساتھ وفاداری پر۔ اب غریب قاضی عبدالکریم کے بارے میں یہہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ شہید ہو چکا ہے یا کہ ابھی تک زندہ ہے۔

خیر آخر میں اتنا ضرور کہونگا۔ کہ اے افغانی محمدی بھائیو تم نے خدا کا خوف بھی اپنے دلوں سے نکال پھینکا خدا ہی تمہارا انصاف کرے ۔

الراقم

ڈاکٹر ہیرا لال از مستونگ روڈ
بلوچستان

ایماندار اور شریر بے دین کی موت میں بڑا فرق ہے

کلام اللہ میں ایماندار کی موت سو جانا کہی گئی ہے اور اس کا بیان جدا گانہ طور پر بھی ہوا ہے مثلاً اس دنیا سے کوچ کرنا ۲ تمطاؤس ۴/۶ رحلت کرنا گنتی ۲۰/۲۹ دیشوع ۲۳/۱۴ باپ دادوں میں جا شامل ہونا قاضی ۲/۱۰ اپنے لوگوں میں جا ملنا استثنا ۳۲/۵۰ اس خیمہ کا خاکی گھر ادھڑ جانا ۲ قرنتی ۵/۱ بدن سے وداع ہونا اور خداوند کے حضور میں جا رہنا ۲ قرنتی ۵/۸ یسوع میں سو جانا ۱ تسلنیقی ۴/۱۴ ۔

یہاں پر ہم اور اصطلاحوں کو چھوڑ کر صرف ایماندار کے سو جانے کی اصطلاح پر جیسا کہ کلام میں آیا ہے بیان کرینگے اور پھر آگے بڑھینگے یعنے انہیں سے بہتیرے جو زمین پر خاک میں سو رہے ہیں جاگ اٹھینگے بعضے حیات ابدی کے لئے اور بعضے رسوائی اور ذلت ابدی کے لئے دانیل ۱۲/۲ اور ۱ قرنتی ۱۵/۶ میں یوں آیا ہے کہ بعد اس کے پانچ سو بھائیوں سے زیادہ تھے جنہیں وہ ایک بار دکھائی دیا اکثر انہیں سے موجود ہیں پر کئی ایک سو گئے اور اعمال ۷/۶۰ اول شہید استفان کی موت کی نسبت یوں لکھا ہے کہ اس نے گھٹنے ٹیک کر زور سے پکار کر کہا کہ اے خداوند یہہ گناہ ان کے حساب میں مت رکھ اور یہہ کہکے سو گیا اسی طرح ان سب کی نسبت جو اس جہان سے نقل مکان کر گئے رسول پولوس فرماتے ہیں کہ ہم نے جو یقین کیا کہ یسوع موا اور جی اٹھا تو یہہ بھی یقین کیا چاہئے کہ خدا انہیں جو یسوع میں سو گئے اس کے ساتھ لے آئیگا ۱ تسلنیقی ۴/۱۴ جب ہم ان حالوں پر غور کرتے اور ان کے نتیجوں کو سوچتے تو انکا لب لباب یہہ ہی نکلتا ہے جیسا کہ تھکا ہوا آدمی شام کے وقت اپنے بستر پر لیٹ جاتا اور بے فکر ہو کر سو رہتا ہے اور جب تک کہ صبح نہ ہو آرام دالی قوت حاصل کرنے کے لئے چپ چاپ پڑا رہتا ہے وہی حال کل نقل مکان ایمانداروں کا ہے اگرچہ ایماندار اور شریر پر ایک ہی حادثہ گذرتا ہے تو بھی ایماندار اور شریر کی موت میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایماندار مرتے وقت گناہ کی دائمی جنگ کو تمام کرتا اور خداوالی صورت کو حاصل کرنے والی دوڑ ختم کرتا ہے بلکہ موت ہی میں اس کے سارے دکھ تمامی کو پہنچ جاتے ہیں اور اس کا وہ پردہ بھی جس کے سبب وہ جلال آیندہ کو نہیں دیکھ سکتا تھا اٹھ جاتا اسکی درمیانی دیوار بھی گر جاتی ہے جس کے سبب وہ اپنے آسمانی باپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا ہاں وہ موت کے وقت فنا پذیر اور مرنے والے جسم کی ایذاؤں کو تو بیشک معلوم کرتا ہے اور کبھی کبھی اس کا دکھ اور اسکی تکلیفیں حد سے زیادہ بڑھتی ہوئی معلوم پڑتی ہیں پر دوسری دنیا کی نسبت وہ اپنے دکھوں میں جلال کی امید سے بھرا ہوا نظر آتا ہے اور یوں وہ ایک ورثہ کو اپنی میراث جو اس کے مالک اور خداوند سے اس کے خریدی اور طیار کی گئی ہے قبضہ میں پاتے ہوئے دیکھتا ہے وہی موت جو شریروں اور بے دینوں کے لئے خوف حیرت اور ڈر کا باعث ہے اس کے یعنے ایماندار کے لئے ایک جلال کا دروازہ اور خوشی کا سبب ہو جاتی ہے جس سے بے دین محروم ہیں رسول فرماتے ہیں تم بے ایمانوں کے ساتھ نالایق جوئے میں مت جتے جاؤ کہ راستی اور ناراستی میں کونسا ساجھا ہے روشنی کو تاریکی سے کونسا میل ہے اور مسیح کو بلیال کے ساتھ کونسی موافقت ہے

ایماندار کا بے ایمان کے ساتھ کیا حصہ ہے اس واسطے خداوند یہہ کہتا ہے کہ تم ان کے درمیان سے نکل آؤ اور جدا ہو رہو ناپاک مت چھوؤ اور میں تمکو قبول کرونگا ۲ قرنتی ۶ باب ۱۷ پھر کامل کو تاک اور سیدھے کو دیکھ رکھ کہ ایسے آدمی کا انجام سلامتی ہے پر خطاکار سب کے سب ہلاک ہو جاوینگے زبور ۳۷/۳۷ شریر بلا میں گر کے پڑا رہتا ہے امثال ۱۴/۳۲ پر خداوند دینداروں کو امتحان سے چھڑاتا ہے اور بے دینوں کو عدالت کے دن تک سزا کے لئے رکھنا جانتا ہے ۲ پطرس ۲/۹ گو ایماندار اکثر جسم میں دکھ اٹھاتا ہے تو بھی وہ ضمیر اور دل آرام سے معمور رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں کس کا مال ہوں اور کہ اسکو یقین ہے کہ جس کے ہاتھ میں اس نے اپنے ایمان کی امانت سپرد کی ہے سو آخر تک وفادار ہے پر شریر بے دین اپنی جانکنی میں رہتا ہے کیونکہ خدا کا غضب اسکی تمام بے دینی اور ناراستی پر جو کہ اس نے سچائی کو ناراستی سے روک دیا ہے آسمان سے ظاہر ہوتا ہے ایماندار اپنے عزیز اور یگانوں سے بڑی محبت اور الفت کے ساتھ جدا ہوتا اور اپنے باپ کے گھر اور پہلوٹھوں کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے اُن سے رخصت ہو کر چلا جاتا ہے۔ پر شریرون کا چراغ بجھ جاتا ہے۔ اور انکی نسل کاٹی جائیگی۔ ایماندار اپنے عزیزون کو اسکی جس نے اس کی حفاظت کی پناہ میں چھوڑ جاتا ہے اور روانگی میں اپنے ایمان کی کمال خوشی کو ظاہر کرتا ہے پر شریر کی اُمید فنا ہو جاتی اور اُن کا گھر برباد ہو جاتا ہے ایماندار اُوپر کو چڑھ جاتا ہے یہہ کہتا ہوا کہ آسمان پر کون ہے جو میرا ہے مگر تو اور زمین پر کوئی نہیں جس کا میں مشتاق ہوں۔ مگر تو زبور ۷۳/۲۵۔ (باقی آیندہ)

الراقم

نجیب اللہ از انبالہ

مرزا صاحب قادیانی پر میرے مباہلہ کا اثر

ناظرین آگاہ ہوں گے۔ کہ مرزا صاحب نے ایک دفعہ مجھکو مباہلہ کے لئے بلایا تھا جس کے جواب میں مینے لکھا تھا کہ میں آپ سے مباہلہ کرنے کو ہروقت تیار ہوں مگر یہہ بتلاؤ کہ اس مباہلہ کا اثر کیا ہوگا۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں جب دعا کروں میری دعا قبول ہوتی ہے۔ مجھے خدا نے کہا ہے جدہر تیرا منہ ادھر ہی میرا منہ ہے۔ پس آپ خدا سے دعا کر کے اس بات کا پتہ حاصل کریں اور مجھے بتلا دیں کہ اگر میں آپ کے ساتھ مقابلہ میں جھوٹے پر لعنت کروں یعنی مباہلہ کروں تو مجھ پر کیا اثر ہوگا ایسا نہ ہو کہ مجھے کبھی زکام ہو جائے تو آپ جھٹ سے اسکو اپنے مباہلہ کا اثر بنا لیں۔ اس لئے بغرض تصفیہ اس کی تعیین پہلے ہی ہو جائے تو بہتر ہے۔ اس معقول سوال کے جواب میں مرزاجی نے ایک گہری چال نکالی کہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا مولوی ثناء اللہ کے ساتھ ایک آخری فیصلہ یہہ اشتہار معہ جواب ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں درج ہوا اس میں مرزاجی نے میرے ساتھ فیصلہ کی دعا کی تھی کہ خداوندا ہم (مرزا اور خاکسار) میں سے جھوٹے کو سچے کی زندگی میں مار دے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔

ہرچند یہہ خاکسار نہ الہامی ہے نہ الہامی کا بیٹا۔ نہ الہامی کا باپ مگر ایک سچے الہامی بلکہ الہامیوں کے سردار فداہ روحی کے الہام کا متبع ہوں۔ اس لئے غیرت خداوندی نے مرزاجی کی یہہ دعا انہیں پر ڈالی جسکی تفصیل یہہ ہے کہ مرزاجی کا ایک لڑکا جس کی ابھی چند روز ہوئے ۳۰ اگست ۱۹۰۷ء کو شادی ہوئی تھی اور مرزاجی کا گھر ایک عشرت کدہ بنا تھا۔ وہی لڑکا ۱۶ ستمبر کو فوت ہو کر مرزاجی کو ہمیشہ کے لئے داغ جدائی دیگیا۔ (دیکھو اخبار بدر ۱۹ ستمبر) کون نہیں جانتا کہ اولاد لخت جگر ہے جس کی موت سے گو والدین پر حقیقی موت نہ آئے لیکن موت کے برابر مصیبت تو ہوتی ہے اس لئے کسی اہل دل نے کہا ہے ؎

جدا کسی سے غرض کسی کا حبیب نہ ہو
یہہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

اس مصیبت میں مرزاجی کے غم کا اندازہ خود انکی تقریر مندرجہ الحکم ۲۴ ستمبر سے مترشح ہوتا ہے۔ اگرچہ مرزاجی نے بڑی ہوشیاری سے اس غم کو دبانا چاہا مگر آخر طبعی امر کسی طرح نہیں رک سکتا چنانچہ فرماتے ہیں:-

"کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلا کا زمانہ آیا ہے بلکہ ابتدا سے سب نبیوں پر آتا رہا حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا جب فوت ہوا تھا تو کیا انہیں غم نہیں ہوا تھا۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم کے گیارہ بیٹے فوت+ ہوئے تھے۔ آخر بشریت ہوتی ہے غم کا پیدا ہونا ضروری ہے"

ناظرین میں سے اکثر واقفکار اصحاب کو یاد ہوگا کہ جن دنوں مرزاجی نے عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی کی تھی اور وہ وقت پر نہ مرا تھا مگر اسکی مدت میں ایک یورپین پادری مر گیا تھا تو مرزاجی نے اُس یورپین کے مرنے کو آتھم کے مرنے کے قائم مقام بنالیا تھا۔ (دیکھو انوار الاسلام مصنفہ مرزا صاحب ص۲)

حالانکہ وہ پادری آتھم کا نہ باپ تھا نہ بیٹا اور نہ کوئی رشتہ قریبی۔ بلکہ وہ یورپین تھا اور آتھم پنجابی لیکن محض اتحاد مذہبی کے لحاظ سے مرزاجی نے اُس کے مرنے سے اپنی پیشین گوئی کو صادق کرنے کی کوشش کی تھی تو

+ مرزائیو! مرزاجی کی اینٹ الہجر کے سوا یہہ روایت کہاں ہے (منہ)

کیا اب کوئی دانا اس سے انکار کریگا۔ کہ میرے مقابلہ پر گو مرزاجی کو ہنوز موت نہیں آئی لیکن بیٹے کو مرنے سے موت کے برابر مصیبت تو ضرور آئی ہے۔ جن لوگوں کو جوان اولاد خصوصاً ایسے بیٹے کے مرنے کا صدمہ کبھی پہنچا ہو جسکی شادی کو ہنوز ۱۴ روز ہی گزرے ہوں تو وہ ہمارے دعوے کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ مرزاجی کو گو موت نہ آئی ہو مگر موت کے برابر مصیبت تو ضرور اُن پر آئی ہے۔

اس واقعہ کے ہولناک اور مرزاجی پر موت کے برابر مصیبت پڑنے کا ثبوت خود اُن الہامات سے بھی ملتا ہے جو مرزاجی روز اُن کے مرید اس غم کو غلط کرنے کیلئے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ بدر کا خوش عقیدہ ایڈیٹر لکھتا ہے کہ:-

"اسمیں شک نہیں کہ بعض نادان دشمن اسپر خوشیاں منائیں گے۔ لیکن انکا خوشیاں منانا بھی مومنین کے واسطے ایک نشان ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے آج سے پندرہ ماہ قبل اس امر کی خبر دی تھی کہ اس لڑکے کے فوت ہونے پر دشمنوں کو اچھلنے کا موقع ملیگا۔ مگر جس قدر وہ خوشی کرینگے اسی قدر اپنے ہاتھوں سے اس پیشین گوئی کو پورا کرینگے۔ لہذا اس بارہ چند سطور بطور شہادت اخبار بدر سے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ ایک وہ الہام ہے جو مخالفوں کی خوشی کو ظاہر کرتا ہے اور وہ یہہ ہے" الہام الٰہی۔ دشمن کا بھی ایک وار نکلا۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس۔ دیکھو بدر مورخہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۶ء یعنی کوئی ایسا امر رنج دہ خدا کی طرف سے ہوگا۔ یا دشمن کا اسمیں کچھ دخل نہوگا یہ عبارت بھی بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مرزاجی پر اس واقعہ ہائلہ سے موت کے برابر مصیبت آئی ہے فالحمد للہ؂

(باقی)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مفصل بحث معہ تردید پیشگوئی مرزاجی کی جس نے دیکھنی ہو وہ اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۱ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء میں دیکھے؂

خاکسار

ابوالوفا ثناء اللہ (مولوی فاضل)

امرتسری

(چونکہ صاحب موصوف غیر ملک میں اپنا بوریا بندھنا اٹھا کر لیگئے ہیں اور مدت سے وہیں قیام رکھتے ہیں اس لئے اُنکی انشاپردازی میں گو بہت کچھ نقص پایا جاتا ہے۔ لیکن آفرین ہے کہ وہ ابتک اپنی مادری زبان میں خاص دلچسپی اور ملکہ رکھتے ہیں۔ لہذا ہم بخوشی تمام اُنکی طبع آزمائی کی داد دیتے ہیں (اڈیٹر)

مخمس در شان ایزدی

شیریں کلام یہووا تا تار تار تار

خالق اپنے خلقت میں دیکھلاتا ہی بہار
بلبل چمن میں چہچہہ شیریں پیار دار
فرش زمین بچھا دیا کیا خوب ہے گلزار
اوپر ہے شامیانہ رنگینما زرنہار
شیریں کلام یہووا تا تار تار تار

چلتے ہیں تارے سب تو ستارے ہیں بے شمار
افلاک سے زمین پر دیکھاتے ہیں کیا بہار
کرتے ہیں چہچہ بلبلان باغ چمن میں یار
باد صبا چمن کی چلی آئی خوشبو دار
شیریں کلام یہووا تا تار تار تار

تعریف ذات اُسکی کرے کون کردگار
انسان گنہگار ہر حال شرمسار
اربع عناصر نام ہے روح کو شفیع در کار
ارواح روح مشتمل عالم میں کارگار
شیریں کلام یہووا تا تار تار تار

اپنے جگر کے تخت کو آراستہ کرکے دار
تماشاہی عمل ہووے اور روح القدس پوکار
عمانوئیل کا راج سنگاسن دل دیدار
تب کامیاب ہے زندگی بلبل چمن بہار
شیریں کلام یہووا تا تار تار تار

جسم روح ارواح سے انسان کاروبار
گذرینگے وقت مسافرت اور کوچ کراعتبار
پہنچینگے بادشاہی میں الف ف کا پوکار
نعمت دیا تھا تجھکو کما لایا کیسا بچار
شیریں کلام یہووا تا تار تار تار

الحمد ابن رب روح تخت جلوہ شار
کرتے ہیں فرشتے واں برہ کی جے پوکار
شادی کا دن تو آگیا شیلو ہے دولہا کار
دلہن ہے اُسکی شاہی میں حمد و ثنا دلبیار
شیریں کلام یہووا تا تار تار تار

آواز من کے شاہ کی کرتے ہیں جے پوکار
خوشدل ہیں دیے اُس نعمت سے جو انکو ہو تیار
اپنے پدر کے گود میں حمد و ثنا نثار
برہ کے فضل تخت سے ہی زندگی آثار
شیریں کلام یہووا تا تار تار تار

کرتے ہیں حمد عشق سے اور ہوشعنا پوکار
برہ ہے پونچھتا وہ اُن کے آنسوؤں کا بار
بھرے مسیح بخشدے اور آرزو ہر بار
دیکھوں تیرا جلال میں اس زندگی کے پیار
شیریں کلام یہووا تا تار تار تار

پاتے ہیں تسلی تو وہ سب خالق دربار
روز حشر میں تجھکو ہے فضل مسیح درکار

جب رب مرضی ہووے داس پرتھوی پکار
آنا ہوا آمین کرکے ایزوی دربار
شرین کلام ہیودا تاتار تار تار

الراقـــــــم

بندہ پرتھوی لعل ازبار میں بڑنش گیانا

ڈیر اڈیٹر صاحب تسلیم

ایک مضمون بعنوان "یاران بے طریقت" نورافشان کے ۲۳ اگست کے پرچہ میں شائع جس کا جواب دیا چاہتا ہوں۔ امید ہے آپ اسکو درج اخبار کرکے مشکور فرماوینگے۔

آپکا نیازمند علی بخش از لاہور۔ ۲ اکتوبر ۱۹۱۱ء

جوفروش گندم نما

"یاران بے طریقت" کا مضمون سب کی نظر سے گذرا ہوگا جس کے پڑھنے سے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ہپلک دھوکا نہ کھائے۔ کیونکہ آجکل بہت لوگ جو فروش گندم نما بن رہے ہیں۔ فائدہ عام کا چترہ دکھا کر اڑدے واتے بوتے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ جو فروشون کی جو فروشی ظاہر کردیجائے ؛

ہم راقم مضمون سے یہان تک تو اتفاق کرتے ہیں کہ بغاوت کا مادہ کسی قدر مسیحیون میں موجود تھا۔ اور اس مولو فاسد کا سرچشمہ چند مسیحی نفر تھے جو یوروپین مشنریون سے ناراض ہوکر جابجا انکو بدنام کرتے اور بے تکی سناتے پھرے اور یہان تک کہہ گزرے کہ کوٹ پتلون میں خدا کی روح بس نہیں سکتی۔ ان کو شیطان مجسم تک کا لقب دیدیا۔ انکی باتیں ابتک فراموش نہیں ہوئیں۔ برسون تک انکا یہی وطیرہ رہا۔ اور بہت سادہ دلون کو یوروپین مشنریون اور مشن کے کام کی طرف سے متنفر کردیا۔ البتہ اپنا الّو سیدھا کیا۔ گوشت پلاؤ کھایا اور چرب نوالہ اڑایا۔ لیکن کاٹھ کی ہنڈیا بار بار نہیں چڑھتی۔ تھوڑی مدت ہی میں اُنکی قلعی کھل گئی اور ناچار اپنا سا منہ لیکر مشن میں واپس آئے۔ شاید مسٹر واعظ کو وہ زمانہ خوب یاد ہوگا۔ اُس وقت کسی دوست نے خوب کہا تھا۔ آخر بچہ تو لیا تمین ہتی بہتا انہیں صاحبان کا سایہ آخر کار آریاؤن پر پڑا۔ البتہ وہ ان سے بھی دس قدم آگے بڑھ گئے (گروجہان دسے تہنے چیلے جان چھڑپ) لیکن ان کو یہہ کب گوارا تھا۔ یہہ تو طویلے کی بلا بندر کے گلے مڑھنے لگے۔ اور اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے دوسرون کو بدنام کرنے لگے۔ بدنام کنندگان نکو نام انہیں کو کہتے ہیں۔ جن چند مسیحیوں کا آپ ذکر کرتے ہیں وہ کسی پولیٹکل میٹنگ میں کبھی شریک ہوئے نہ انہون نے کبھی یوروپین مشنریون کو صلواتیں سنائیں اور نہ انکو شیطان مجسم کا لقب دیا۔ بلکہ ہمیشہ ان کے خیرخواہ اور وفادار رہے۔ البتہ گذشتہ ایجیٹیشن کے دنون میں انہون نے یہہ محسوس کیا کہ اب مسیحی جماعت کو کام کا اچھا موقعہ ہے۔ ملک اور سرکار کی خدمت کا وقت ہے کیونکہ دیسی مسیحی اہل ہند اور اہل یورپ کے درمیان حد اوسط یا اوسطا ولی کا درجہ رکھتے ہیں۔ قوم کے لحاظ سے ہندوستانی میں مذہب کے لحاظ سے یوروپین صاحبان کے قریب ہیں۔ لہذا دونون قومون میں ربط و اتحاد و اعتبار پیدا کرنے کے لئے بہتر وسیلہ ہیں اور جو غلط فہمیان دونون قومون میں پھیل رہی ہیں انکو بہت کچھ دیسی مسیحی دور کرسکتے ہیں۔ اسی غرض نے انکو لاالاجپت رائے کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنے پر مجبور کیا۔ کیونکہ بیمارون مصیبت زدون خاصکر قیدیون کے ساتھ ہمدردی کرنا مسیحی شخص کا عین فرض ہے۔ چنانچہ خود خداوند مسیح نے ایسونکی تعریف کی ہے۔ ننگا تھا تونے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا تونے میری عیادت کی قید میں تھا تم میرے پاس آئے ؛ اسکی حقیقت کسی مسیحی پاسٹر سے پوچھنی چاہیے۔ کہ کس طرح قید خانہ میں جاکر انکو خونیون۔ چورون کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ مگر گرش پرستون اور شکم پرورون کو اس سے کیا غرض مثل مشہور ہے۔ کوئی مرے کوئی جیوے۔ ستھرا گھول بتاشے پیوے۔ اُن میں ایسی تکلیف کی کیا برداشت۔ ایسی ہمدردی کی کیا گنجائش اس ہمدردی سے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ جن افعال کے باعث وہ لوگ قید میں پڑے انسے ہمدردی ہے۔ نہیں بلکہ انکی حالت سے ہمدردی ہے خواہ انسان کی طرف سے غضب آئے۔ خواہ خدا کی طرف سے مگر اُن کو ہمدردی کرنا لازم ہے ؎

دردِ دل کے لئے پیدا کیا انسان کو
ورنہ عبادت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیان

ایسی ہی ہمدردی اُن صاحبان کو لالہ صاحب موصوف سے تھی نہ اُن کے کسی خاص فعل سے۔ چنانچہ اس بارہ میں جو خط وکتابت ہوئی اُس سے یہہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے ؛

ہم یہہ مانتے ہیں کہ یہہ اصحاب جماعت کے لیڈر تو نہ تھے۔ اور نہ مسٹر واعظ لیڈر ہیں گو وہ ایسا دکھایا چاہتے ہیں کہ ہم نے بشپ صاحب کو خط لکھا تھا۔ بیشک انکو یہہ اعزاز حاصل ہوا ہوگا۔ لیکن اس سے کوئی انکو لیڈر نہ مان لیگا۔ نہ اُن اصحاب کو کبھی لیڈر بننے کی خواہش رہی۔ جنکو ایسی خواہش ہوتی ہے وہ بہتیرے پاپڑ بیلتے ہیں۔ اور گرگٹ کی طرح کئی رنگ بدلتے ہیں مگر کس نے پرسد کہ بھیاں چیستی۔ حال ہی میں سننے میں آیا ہے کہ انہون نے حسب عادت ایک اور چال اختراع کی ہے۔ یہہ انکا اعجاز ہے۔ اس میں ان کو ید بیضا حاصل ہے۔ اگر یہہ چال چل گئی تو چاندی ہوجائیگی ورنہ شہرت میں تو کچھ شک ہی نہیں ؎



طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سی کیا کام
بدنام اگر ہون گے تو کیا نام نہ ہوگا

راقم مضمون کی تسلی کے لئے ہم یہہ بھی کہے بغیر رہ نہیں سکتے کہ جب (بقول مسٹر واعظ) بشپ صاحب نے گذشتہ نومبر میں یہہ فرمایا کہ بعض مسیحی بھی اس ایجیٹیشن میں شامل ہیں تو انہون نے ان تین عیسائیون کا خیال نہ کیا ہوگا کیونکہ نومبر تک لالہ آنجہانی رائے کے ساتھ ہمدردی کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی بلکہ ماہ مئی تک اس کا موقعہ نہ ہوا اس لئے انکا اشارہ غالباً انہیں مسیحی نقیرون کی طرف ہوگا جنہون نے عرصہ تک یوروپین مشنریون کی مخالفت کا بیڑا اٹھا رکھا تھا یا شاید ان مسیحیوں کا خیال کیا ہو جو نیشنل کانگرس میں بڑا حصہ لیتے ہیں۔ نومبر اور مئی کے واقعہ کو خلط ملط کر دینا مسٹر واعظ ہی کا حصہ اور ان کے منطق کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ کچھ تعلق نہیں انکا معاملہ وہی ہے

؎ چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا ؛

نور افشان میں ایسے مضمون شائع کرنے کی وجہ یا تو یہہ ہوگی کہ بڑھاپے میں پہلی عادتیں عود کر آئی ہیں۔ وہی دست گریبان ہونے والی خوبی نے پھر نکالا ہو جس نے نور افشان کے صفحون کو دنون تک میدان جنگ بنا رکھا تھا جب تک کہ منتظمان اخبار نے زبردستی انکو نہیں روکا۔ یا شاید ان صاحبان سے برسر انتقام ہون کیوں کہ انہون انکی پہلی چالوں اور شوخیوں کی مخالفت میں ہاتھ نہیں بٹایا تھا یا محض چھیڑ چھاڑ کی غرض سے لکھا ہو۔ یا شاید چند شخصون کو محض بدنام کرنا مطلوب ہے ورنہ کوئی فایدہ اس سے مترشح نہیں ہوتا۔

یاد رکھئے اوپر کا تھوکا منہ پر پڑتا ہے۔ اگر سوائے بدنام کرنے اور برا کہنے کے اور کوئی خدمت آپ نہیں کر سکتے تو بجز افسوس ہم کیا کر سکتے ہیں ؛

بر رسولان بلاغ باشد و بس ؛
جے۔ علی بخش از لاہور

اشتہارات

غریب بیوہ اور یتیموں کی امداد کی ایک نئی اور سہل تدبیر

عزیز من

ہم بڑی خوشی سے آپ کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم ایک ایسی ایسوسی ایشن جاری کریں جو کہ ہماری مصیبت کے وقت ہماری مالی مدد کرنے سے مسیحیوں میں باہمی یگانگت اور ہمدردی کو بڑھائے۔ اس وقت جو امدادی فنڈ موجود ہیں ان کی شرح سالانہ چندہ وغیرہ اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ ہم میں سے اکثروں کی وہان دسترس نہیں ہے یہ سررشتہ ایسے اصولوں پر قائم کیا گیا ہے کہ غریب سے غریب شخص اس میں شریک ہو سکتا ہے اور اس کے فائدہ اس قدر ہیں کہ سب لوگ جن کو اپنی وفات کے بعد اپنے عیال و اطفال کے گذارہ کے لئے انتظام کرنے کا خیال ہے وہ سب اس کو پسند کرینگے اور جو لوگ خدا ترسی کی نگاہ سے اپنے غریب تر بھائیوں کی دستگیری کیا چاہتے ہیں ان کو بھی یہ مرغوب خاطر ہوگا ؛

یہ بھی واضح ہو کہ جن قواعد کے بموجب اس سررشتہ میں کارروائی ہے وہ بھی نہایت سیدھے سادھے ہیں اور شرح چندہ بھی ایسی قلیل ہے کہ قوم مسیحی کے ہر درجہ کے لوگ اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ ممبرون کی تعداد جس قدر زیادہ ہوگی اس قدر ان کے عیال و اطفال کو بھی زیادہ فائدہ پہنچیگا۔ اس لئے جملہ اہل مسیحی کو اس میں شریک ہونا لازم ہے ؛

تمام مسیحی مرد و عورت اس فنڈ میں شریک ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ان کی عمر ۱۸ و ۵۰ سال کے درمیان ہو۔ اس فنڈ میں شریک ہونے کے لئے ان فارمون پر جو سکرٹری سے مل سکتی ہیں درخواست آنی چاہئے۔ رجوکار بھیجے سے مل سکتی ہیں / ؛

یہ فنڈ ایک ہزار درخواست وصول ہونے پر شروع ہوگا ایک آنہ بھیجکر اپنا نام رجسٹر کرائیے۔ جب ایک ہزار نام آچکینگے آپکو فارم بھیجے جائینگے ؛

جو صاحبان اس نئے مجوزہ فنڈ سے ہمدردی رکھتے ہیں اگر وہ ہمارے قواعد میں کسی طرح کی مفید ردو تبدل کرنا چاہیں تو اُن کی صلاحیں اور مشورے بڑی شکر گذاری کے ساتھ قبول کئے جائینگے اور ان پر غور کیا جائیگا

اس کمیٹی کے ممبرون میں سے کم از کم ایک وکیل ایک ڈاکٹر دو انگریز مشنری۔ تین دیسی پادری صاحبان ہون گے۔ اور کل ممبروں کی تعداد ۱۰ ہوگی ؛

آپکے خادم
پادری
طالب الدین ایس ایل ایلیم

عام قواعد

منظوری درخواست کی اطلاع آنے پر سائلان کو پانچ آنہ شرح ذیل دینے ہون گے۔ چندہ ماہواری ۴ر قیمت سرٹیفکیٹ ممبری ار

تقسیم امداد سہ ماہی ہوا کریگی اور جس قدر چندہ امداد سہ ماہی کے لئے وصول ہوگا وہ اس سہ ماہی کی اموات میں تقسیم کیا جائیگا۔

اگر چندہ دہندہ کو ممبر ہوئے چھ ماہ نہیں ہوئے ہون اور وہ اس عرصہ میں انتقال کر جائے تو فقط وہ چندہ جو اس نے ادا کیا ہو اس کے عیال کو واپس کیا جائیگا بشرطیکہ ایسا ممبر اپنی موت تک اس فنڈ کا ممبر تھا۔

چندہ ماہواری یا سہ ماہی ادا کیا جا سکتا ہے اور اگر

کوئی ممبر دوسری سہ ماہی کے پہلے مہینہ کی دس تاریخ سے بیشتر اس کو ادا کرنے میں فروگذاشت کریگا تو اس کو تاوان بحساب ار فی ہفتہ یا کم میعاد کے لئے دینا ہوگا اور اگر تاریخ مذکورہ بالا سے دو ہفتہ تک ادا کرنے میں قاصر ہیگا تو پھر حقوق ممبری کی ضبطی کا مستوجب ہوگا۔

اگر ایک سہ ماہی میں صرف ایک ہی موت واقع ہو تو متوفی کا وارث اس پوری سہ ماہی کی پوری آمدنی کا حقدار نہیں ہوگا بلکہ صرف اس آمدنی کی دو تہائی کا ؛

قاعدہ تو یہہ ہے کہ روپیہ ہر سہ ماہی کے آخر میں تقسیم کیا جائیگا لیکن بعض خاص حالتوں میں جہاں روپیہ کی ضرورت اسناد کے وسیلہ ثابت کی جائیگی کچھ روپیہ بطور پیشگی فی الفور ادا کیا جائیگا ؛

اگر کسی متوفی کی وفات کی خبر معہ اسکی ممبری کا سرٹیفکیٹ اسکی وفات کے بعد پندرہ یوم کے عرصہ میں دفن کرنے والے پادری یا کٹیکسٹ کی شہادت کے ساتھ دفتر میں نہیں پہنچیگی تو وارث اپنے تمام حقوق کھو دیگا ؛

آمدنی کا دسواں حصہ برائے اخراجات ضروری کاٹ لیا جائیگا ؛

جو زر فنڈ موجود ہوگا اُسمیں سے زیادہ غریب ممبروں کو اگر کچھ اور دینے کی ضرورت ہو تو کمیٹی کو ایسا کرنے کا اختیار ہوگا۔

اگر وہ شخص جو متوفی کی طرف سے وارث مقرر کیا گیا تھا روپیہ وصول کرنے سے پیشتر فوت ہو جاوے تو روپیہ اس کے سب سے نزدیکی مسیحی رشتہ دار کو ملیگا بشرطیکہ اس کے نزدیکی رشتہ ہونے کی گواہی اس حلقہ کے پاسٹر یا مشنری سے وصول ہو نیز فنڈ کا وکیل اور سکرٹری بھی متفق ہوں ؛

صرف مسیحی ہی اس فنڈ کا ممبر ہوگا اور صرف مسیحی رشتہ دار کو روپیہ دیا جائیگا اور ایسے رشتہ دار کو جو متوفی کی وفات سے پہلے کم از کم ایک برس کا مسیحی ہو ؛

جو ممبر مذہب عیسوی ترک کردیگا وہ اس فنڈ کا ممبر نہ رہیگا اور اُس کے جملہ حقوق فنڈ پر زایل ہو جائینگے

(نوٹ) جملہ خطوکتابت بنام مسٹر ایس۔ ایل لیا رام بی۔اے لاہور ہونی چاہئے ؛

ضرورت

میں ذیل کے کاموں کو بخوبی جانتا ہوں :-

۱- مولڈرنگ رلوہے پیتل کے ڈھالنے کا کام،

۲- برش میکنگ ربرش بنانے کا کام،

۳- الیکٹروپلیٹنگ رگلٹ کا کام،

۴- کارپنٹرنگ ربڑھئی کا کام

اگر کسی کو کسی ورکشاپ رکارخانے، فاونڈری وغیرہ میں ایسے کام جاننے والے کی ضرورت ہو تو مجھ مشتہر سے خط وکتابت کر لیوے

جمیل پال

کیرآف پادری سکھپال صاحب

مُرار۔ ریاست گوالیار۔

ضرورت

جے۔ نرائن سکول بنارس میں ایک ایف اے پاس شدہ مسیحی اسسٹنٹ استاد کی ضرورت ہے تنخواہ مبلغ چالیس روپیہ ماہوار سے شروع ہوگی کل درخواستیں معہ نقول اسناد پرنسپل صاحب کے نام آویں ؛

ضرورت

ایک لائق ہوسپٹل اسسٹنٹ کی ضرورت ہے جو ایک ڈسپنسری میں کام کریگا تجربہ کار اور شادی شدہ درخواست کنندہ کو ترجیح دیجائیگی۔

معہ نقول اسناد کل درخواستیں پادری سی جی مارس صاحب سی ایم ایس لکھنؤ کے نام پر آویں ؛

دی متر ا

یہہ ایک ماہواری مشنری جرنل ہے۔ قیمت سالانہ معہ محصولڈاک سوا دو روپیہ چھ آنے نمونہ کی کاپی مفت روانہ ہوتی ہے ؛

یو۔ کے ماجھی گوپال۔ گنج فریدپور

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبان میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے۔ اِس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کی قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی ترقیات کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دیجاتی ہے ؛

شرح چندہ حسب ذیل ہے

عوام سے	۱	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	۱۸	"
" پچیس " " "	۱۰	"
" پندرہ " " "	۱۲ ار	"
اوسط ترین نرخ	۱۲ ار	"

نمونہ کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔ کل درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں ؛

اڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد

پادری ایچ گولک ناتھ صاحب بی۔اے اڈیٹر و منیجر نورافشان ساکن پھلور کے لُدھیانہ مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی برادرز کے چھپا